خطبہ جمعہ

انسان میں بدترین خُلق خوفناک حرص اور ناپسندیدہ بزدلی ہے۔

اپنی صحت کے ایام میں بیماری کے ایام کے لئے کچھ بچا کر رکھنا یہ توکّل کے خلاف نہیں ہے۔

عہدہ کے لئے بھی حرص نہیں کرنی چاہئے۔ یہ وہم ہے کہ دولت سے دل کا چین خریدا جاسکتا ہے۔

جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے اسی قدر بلائیں سامنے آجاتی ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۳۰/مارچ ۲۰۰۱ء بمطابق ۳۰/شہادت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ. وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا . يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ . وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ. وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ﴾

(سورة البقرہ آیت ۹۷)

اور تُو اُنہیں سب لوگوں سے زیادہ زندگی پر حریص پائے گا حتّی کہ ان سے بھی (زیادہ) جنہوں نے شرک کیا۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ کاش وہ ایک ہزار سال عمر دیا جاتا حالانکہ اس کا لمبی عمر دیا جانا بھی اسے عذاب سے بچانے والا نہیں۔ اور اللہ اس پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے جو وہ کرتے ہیں۔

آج کے خطبہ کا موضوع حرص و ہوا ہے کہ انسان دنیا کے لالچوں میں زندگی بسر کر دیتا ہے اور موت کا خیال نہیں کرتا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ زندگی میں خوب ایک دوسرے سے چھیننے جھپٹنے اور ان کی حرص و ہوا میں انسان مصروف ہو جاتا ہے اور یہ سوچتا ہی نہیں کہ آخر اس نے مرنا ہے۔ ہر پیدائش جو ہوتی ہے دراصل ایک موت پیدا ہوتی ہے کیونکہ پیدائش تو ہو یا نہ ہو مرنا بہر حال ہر ایک نے ہے اور اس وقت موت کی گھڑی میں پھر بہت دیر کے بعد یاد آتا ہے کہ ہمیں آخر اب اللہ کے حضور حاضر ہو جانا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ احادیث نبوی مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں اسی مضمون پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے فرمایا ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کی حرص اور امید باقی رہتی ہے"۔ یعنی بڑھاپے کے باوجود وہ کوشش یہی کرتا ہے کہ جتنی چھینا جھپٹی کر سکتا ہے کر لے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۱۵۔ مطبوعہ بیروت)

اسی طرح سنن الترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "ابن آدم کے پاس اگر سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آجائے اور اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الزهد۔ باب ما جاء لو كان لابن أدم واديان من مال......)

انسان کا منہ تو بالآخر مٹی سے بھرنا ہے ورنہ اس کی حرص و ہوا کا کوئی حال نہیں ہے۔ غالب کہتا ہے۔

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا   یاں آپڑی یہ حرص کہ تکرار کیا کریں

دونوں جہان کی تکرار بھی دونوں جہان ہی ہو سکتے ہیں۔ تو انسان جب تک مٹی کا منہ نہ دیکھ لے اس وقت تک اس کی حرص و ہوا کا کوئی آخری کنارہ نہیں۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے پاس اگر سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس دوسری وادی بھی آجائے اور اس کے منہ کو سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

اسی طرح ترمذی میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بھیڑوں پر چھوڑ دیا جائے ان بھیڑوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا کہ مال و عزت کی حرص کسی شخص کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔

(سنن الترمذی ابواب الزهد)

ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند احمد بن حنبل میں درج ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انسان میں بدترین خُلق خوفناک حرص اور ناپسندیدہ بزدلی ہیں"۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۰۲۔ مطبوعہ بیروت)

یہ حرص کا بزدلی سے کیا تعلق ہے۔ 'خوفناک حرص اور ناپسندیدہ بزدلی' دراصل کمی کے خوف سے ہی حرص پیدا ہوتی ہے۔ بزدلی اس بات کی ہے کہ کہیں ہمارا جو کچھ خدا نے ہمیں دیا ہے وہ ختم ہی نہ ہو جائے۔ پس ان دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ خوفناک حرص اور بزدلی ایک دوسرے کی دوست ہیں۔

ایک اور روایت سنن نسائی سے حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بندے کے اندر خدا کے راستہ کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کسی بندہ کے دل میں ایمان اور حرص جمع ہو سکتے ہیں۔

(سنن نسائی کتاب الجهاد باب فضل من عمل فی سبیل الله علی قدمه)

مسند احمد بن حنبل کی یہ روایت ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَیں مومنوں کی تین قسمیں دیکھتا ہوں۔ ایک وہ مومن جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں، پھر وہ کسی شک میں مبتلا نہیں ہوتے اور خدا کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ یہ اول قسم ہے مومنوں کی۔ دوسرے وہ مومن جن پر لوگ اعتبار کر کے ان کے پاس اپنے اموال اور نفوس امانت رکھتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ان کو امین سمجھتے ہیں تو ان کے پاس امانت رکھتے ہیں۔

ایک دفعہ مجھے یاد ہے کہ ہمارے بُرجی بابل میں ایک شخص تھا کافی مولوی پرست۔ وہ ایک دفعہ کچھ پیسے لے کے آیا اور مجھے وقف جدید میں دئے کہ مَیں آپ کے پاس امانت رکھنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا تمہارے گاؤں کا مولوی ہے، تمہیں اتنا پیارا ہے وہ، اس کے پاس کیوں نہیں رکھواتے۔ اس نے کہا توبہ توبہ اگر اس کے پاس رکھوائی تو پھر گئی۔ تو میں نے کہا تمہیں اپنا دین اس کے پاس رکھتے ہوئے حیا نہیں آتی اور پیسے اس سے بچاتے ہو۔ جو تمہارے پیسے کھا جاتا ہے وہ تمہارا دین بھی کھا جائے گا۔ اس لئے امین وہ ہے جو ہر چیز کی امانت رکھے۔

پھر تیسرے یہ فرمایا ایسے مومن جن کو جب طمع پیدا ہونے لگے تو وہ اسے اللہ عزّ و جل کی خاطر چھوڑ دیں۔ تو طمع تو ہر انسان میں کچھ نہ کچھ ضرور ہوتی ہے۔ وہ کبھی کبھی سر اٹھاتی ہے، سوئی ہوئی ہوتی ہے جسم کے اندر۔ تو جب وہ سر اٹھائے تو اس وقت سوچے کہ یہ خدا کو پسند نہیں ہے تو پھر اس کی خاطر چھوڑ دے۔۔ مومنوں کی یہ تین قسمیں ہیں اس کے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ جن میں یہ تین باتیں پائی جائیں گی وہ ضرور مومن ہو گا۔ (مسند احمد بن حنبلؒ۔ باقی مُسند المكثرين)

پھر سنن نسائی کتاب الوصایا میں روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے اجتناب کرو۔ عرض کی گئی

وہ کونسی سات باتیں ہیں؟۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شرک کرنا، حرص اور بخل، ایسی جان کو ناحق ہلاک کرنا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے روز منہ موڑ کر بھاگ جانا اور پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر بہتان طرازی کرنا۔

(سنن نسائی کتاب الوصایا باب اجتناب اکل مال الیتیم)

ایک مسند احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: "ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے بن کر سامنے آئے گا"۔ ظلم اندھیرے کو کہتے ہیں اور قیامت کے دن اندھیرے بن کے آئے گا یعنی روحانی طور پر بھی انسان پر وہ اندھیرا بن کے چھا جائے گا۔ "بے حیائی اور یاوہ گوئی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے۔ بخل اور حرص سے بچو کیونکہ اسی نے پہلوں کو برباد کیا"۔ یہاں بھی دیکھیں بخل اور حرص کا تعلق جوڑا گیا ہے۔ بخل اور حرص دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بخل اس بات کا بخل ہے کہ خدا نے جو کچھ دیا ہے وہ سارے کا سارا ضائع ہی نہ ہو جائے، خرچ ہی نہ ہو جائے۔ فرمایا "پہلے لوگوں کو ان دو چیزوں نے برباد کیا، قطع رحمی پر آمادہ کیا۔ یعنی یہ جو بخل ہے اس کے نتیجہ میں قطع رحمی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ میرے پاس بہت سے جھگڑے آئے دن آتے رہتے ہیں ان میں سے اکثر قطع رحمی کے ہی ہیں۔ یعنی بھائی بھائی کی جائیداد کھا رہا ہے، بھائی بہن کی جائیداد کھا رہا ہے اور کوئی حیا اس بات کی نہیں ہے کہ یہ جائیداد لے کے میں جاؤں گا کہاں۔ آخر اس نے مرنا ہے تو مرنے کے وقت وہ خونی فرشتے اس پر مقرر کئے جاتے ہیں جو آنکڑوں سے اس کی جان نکالتے ہیں۔ یعنی یہ ایک تمثیل ہے کہ ایسے بد شخص کی روح کو فرشتے ہاتھ بھی لگانا پسند نہیں کرتے۔ تمثیلی رنگ میں یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں اپنی جان نکالو اور آنکڑوں سے اس کی جان نکالتے ہیں۔

تو اس روایت کو بھی غور سے سنئے۔ "ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے بن کر سامنے آئے گا۔ بے حیائی اور یاوہ گوئی سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے۔ بخل اور حرص سے بچو کیونکہ اسی نے پہلی قوموں کو برباد کیا"۔ بخل اور حرص کو دونوں کو آپس میں باندھا، پھر۔ "اسی نے انہیں قطع رحمی پر آمادہ کیا اور انہوں نے اپنوں سے قطع تعلق کر لیا۔ اس نے انہیں بخل پر آمادہ کیا اور وہ بخیل بن گئے۔ اس نے ان کو فسق و فجور پر آمادہ کیا اور وہ فاسق و فاجر بن گئے"۔

(مسند احمد۔ جلد اول، صفحہ ۱۹۵۔ مطبوعہ بیروت)

پس فسق و فجور ان کی آخری حد ہے۔ ایسے لوگ رفتہ رفتہ کھسکتے کھسکتے ضرور فسق و فجور میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ایک مسلم کتاب البرّ سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے روز تاریکیوں میں بدل جائے گا اور حرص اور بخل سے بچو کیونکہ یہ ایسی بیماری ہے جس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اس نے ان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ انہوں نے آپس میں خون بہائے اور اپنی حرمت والی چیزوں کو حلال قرار دے دیا۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم)

عبّاد بن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنن نسائی میں روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: میں چار چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ ایسے علم سے جو نفع نہ دے"۔ اب رسول اللہ ﷺ کی عاجزی اور انکسار کی حد ہے کہ آپ کا علم ہی ہے جو آج تک ہمیں نفع دے رہا ہے اور قیامت تک جو ظاہر ہوتے رہیں گے ان کو آپ کا بیان فرمودہ چھوٹے سے چھوٹا علم بھی نفع دیتا رہے گا۔ اور فرمایا "میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو"۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر خشوع کسی اور دل میں نہیں ہو سکتا۔ انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ آپؐ نماز پڑھا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ بعض دفعہ آپ کا قیام اتنا لمبا ہو جاتا تھا کہ راوی کہتا تھا کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں اب بیٹھ جاؤں مگر حضرت رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ کر بیٹھنے پر بھی دل آمادہ نہیں ہوتا تھا۔ تو آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر خشوع بھی کسی کو نصیب نہیں ہوا اور اس کے باوجود وہ اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ میں ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں خشوع نہ ہو۔

پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر کم پر کوئی سیر نہیں ہو سکتا تھا۔ جو کچھ ہوتا تھا وہ بھی آگے بانٹ دیتے تھے۔ اس کے باوجود عرض کرتے ہیں کہ "ایسے نفس سے جو سیر ہی نہ ہوتا ہو اس سے بھی میں تیری پناہ چاہتا ہوں"۔ اور سب سے آخر پر "ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے"۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذہ باب الاستعاذۃ من نفس لا تشبع)

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر مقبول دعائیں کبھی کسی نبی کو بھی نصیب نہیں ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو تم نے وہاں معجزہ دیکھا عرب کے بیابانوں میں کہ صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے وہ ایک فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں۔ پس دعا بھی وہی ہے جو قبول ہو اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں مقبول تھیں اور قبولیت دعا کا راز یہ ہے کہ اللہ سے یہ مانگا جائے کہ ہماری دعائیں قبول کرو۔ بعض لوگ جو مجھے لکھتے ہیں کہ ہم کس طرح دعا مانگیں کہ قبول ہو جائے تو اس کا یہی علاج ہے اور یہی حل میں ان کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیں کہ وہ آپ کو مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت الترمذی میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: "ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے"۔ (ترمذی کتاب الزھد)

پس آج بھی جو امت محمدیہ کے لئے فتنہ ہے وہ مال ہی ہے۔ اور آپ دیکھیں جتنے بھی مولوی ہیں وہ کفر کو اپنا رزق بنائے ہوئے ہیں۔ پس دراصل مال ہی ہے جو ان کے لئے فتنہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف نصیحت فرمائی تھی کہ دیکھو ایسا رزق نہ چاہنا جو تمہارا ایمان چاٹ جاتا ہو۔ تو آج کل ساری دوڑ مال ہی کی ہو رہی ہے۔ غیر قوموں سے بھیک مانگتے ہیں، گرتے پڑتے ہیں اور آخری تان اس بات پہ ٹوٹتی ہے کہ ہم مال مانگ کے مانگے ہوئے قرضے ادا کریں گے۔ پس مال کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جاگیریں نہ بناؤ ورنہ تم دنیا میں ہی دلچسپی لینے لگ جاؤ گے"۔ (سنن الترمذی کتاب الزھد) اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگوں نے جاگیریں بھی بنائیں اور ان کو رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا، اس لئے کہ وہ جاگیروں کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور دنیا میں ہی دلچسپی نہیں لیتے تھے۔ پس یہ دو مشروط چیزیں ہیں جاگیریں نہ بناؤ یعنی اس حال میں نہ بناؤ کہ تم محض دنیا ہی میں دلچسپی لینے لگ جاؤ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم بھی حضورؐ کے گرد بیٹھ گئے۔ تب آپؐ نے فرمایا: میں اپنے بعد تمہارے بارے میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تمہارے اوپر دنیا کی زیب و زینت (کے دروازے) کھول دیئے جائیں گے۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک موقع پر فرمایا کہ میں دور کے قادیان کو جو ہزار سال بعد شاید ظاہر ہونا ہو، اس طرح دیکھتا ہوں کہ بہت موٹے موٹے تجوریوں والے سیٹھ دوکانوں پہ قبضہ کئے ہوئے ہیں اور یہ آخری ہلاکت ہے جس کے بعد پھر کوئی اس جماعت کو بچانے کے لئے نہیں آئے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت بخاری کتاب الرقاق میں درج ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اس کی طرف دیکھے جسے اس پر مال اور خَلق میں فضیلت دی گئی ہے تو اس کی طرف بھی تو دیکھے جو اس سے کمتر ہے"۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق)

یہ ایک بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ایسی نصیحت ہے جو ہر شخص کے کام آتی ہے۔ کوئی دنیا میں ایسا شخص نہیں جس پر کسی اور شخص کو مال اور خَلق میں فضیلت نہ ملی ہو۔ یہاں خُلق نہیں فرمایا خَلق فرمایا ہے یعنی بناوٹ، چہرہ، شکل و صورت، قد کاٹھ، ان سب چیزوں میں بہر حال بعض دوسروں کو ایک انسان پر ضرور فضیلت ہوتی ہے اس وقت دل میں جو حسرت سی پیدا ہوتی ہے کہ کاش ہمیں خَلق میں اور مال وغیرہ میں فضیلت ملتی۔ اس کا علاج صرف یہی ہے کہ اس سے نیچے بھی تو بہت سے لوگ ہیں ان کی طرف دیکھے کہ دیکھو میں کتنوں سے، لاکھوں کروڑوں سے بہتر ہوں اور ان کی طرف دیکھ کے اس کے دل کو تسکین مل جائے گی۔ (مسلم، کتاب الزھد الرقائق۔ بخاری، کتاب الرقاق)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ابن آدم کا اس سے زیادہ کوئی حق نہیں کہ ایک گھر ہو جس میں وہ رہے اور لباس ہو جس سے وہ اپنا ستر ڈھانپے اور (کھانے کے لئے) روکھی سوکھی جو بھی ہو یعنی جیسی کیسی بھی روٹی ہو وہ کھا سکے اور اسے پینے کا پانی میسر آ جائے"۔ (ترمذی، کتاب الزھد)

تو آج کل چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات کی دھڑا دھڑ نافرمانیاں ہو رہی ہیں اس لئے اب پاکستان ہی کو دیکھ لیں وہاں پینے کے لئے پانی میسر نہیں اور کھانے کے لئے غریبوں کو روٹی میسر نہیں، یہاں تک کہ وہ غربت اور فاقوں سے تنگ آ کر تن سوزی کر لیتے

ہیں یعنی اپنے آپ کو جلا لیتے ہیں۔ یہ اس کا حل تو نہیں، ایسا شخص تو خود اپنے منہ سے جہنم مانگتا ہے۔ جو اس دنیا میں اپنے اوپر جہنم ڈالتا ہے وہ آخرت میں بھی اپنے لئے جہنم ہی مانگتا ہے۔ مگر ان لوگوں کو علم کوئی نہیں، نہ ان کا کوئی خیال رکھنے والا ہے، نہ ان کو سچا علم دینے والا ہے اور آئے دن یہ واقعات چھپتے رہتے ہیں۔ تو اب پاکستان دیکھ لو کہ کس طرح بوندوں کا محتاج ہو گیا ہے۔

ایک خبر میں نے پڑھی کہ دریائے سندھ جس کو ایک طرف سے دیکھ کر واقعۃً یوں لگتا تھا کہ دوسری طرف اس کا کنارہ ہی نہیں ہے۔ اب اس میں سے پیدل لوگ گزر جاتے ہیں۔ اب پانی اتنا کم ہو گیا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اسی قسم کے عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا کرتے ہیں۔ کبھی کم پانی کے، کبھی زیادہ پانی کے، جیسے حضرت نوح کی قوم کو زیادہ پانی کا عذاب بھی ملا تھا۔ تو جو للّٰہی زندگی وقف کرتے ہیں ان کو نہ کم پانی کا عذاب ملتا ہے نہ زیادہ پانی کا۔ متوازن پانی ہمیشہ ان کو ملتا رہتا ہے۔ لیکن کئی دفعہ ہم نے پاکستان میں دیکھا ہے کم پانی کا عذاب ختم ہوتے ہی سیلاب آنے شروع ہو گئے اور پھر پانی اتنا بڑھا کہ بستیاں اس میں ڈوب گئیں۔ تو کم پانی بھی ایک عذاب ہو جاتا ہے۔

ایک ترمذی کتاب الزہد سے حضرت مُسْتَوْرِدْ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخرت کے مقابل پر دنیا کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالتا ہے، پھر وہ دیکھے کہ وہ کس قدر (پانی اپنے ساتھ) لے کر واپس آتی ہے۔

اب اسی قسم کے مضمون کی روایت سوئی کے ناکہ والی بھی ہے۔ ایک سوئی کا ناکہ ایک عظیم سمندر میں ڈبوؤ اور اس کو نکالو تو سوئی کے ناکہ کے ساتھ جتنا پانی لگا ہو اس سے سمندر میں جتنی کمی آ سکتی ہے اللہ تعالیٰ کے فیض میں اتنی کمی بھی نہیں آتی۔ اگر تم اس کے فیض میں غوطہ خوری کرو اور اس کے فیض سے طلب کرو تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے فیض میں اپنی کنجوسی کو داخل نہیں کرنا چاہئے۔ یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اتنا زیادہ کیسے دے گا۔ اللہ تعالیٰ تو اگر تمہیں سمندر بھی دے دے تو خدا کے نزدیک تو اتنا ہی ہو گا جیسے ایک سمندر کا قطرہ ہو۔ تو اپنے بخل کو اللہ کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے۔

ایک روایت مسلم کتاب الزہد والرقائق سے حضرت مُطَرِّف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ: ”مَیں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ سورہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے اس کی تلاوت کے بعد فرمایا: ”ابن آدم کہتا ہے۔ میرا مال! ہائے میرا مال!!۔ اے ابن آدم! کیا کوئی تیرا مال ہے بھی سہی؟ سوائے اس مال کے جو تُو نے کھایا اور ختم ہو گیا یا جو پہن لیا اور وہ پرانا اور بوسیدہ ہو گیا یا جو تُو نے صدقہ کیا کہ وہ تمہارے لئے اگلے جہان میں فائدہ کا موجب ہو گا“۔ اپنا مال تو تمہارا بس وہی ہے جو تم نے صدقہ کر دیا ورنہ باقی مال تو اسی دنیا میں کھا پی لیا اور بوسیدہ کر دیا۔ (مسلم، کتاب الزہد و الرقائق)

پھر ترمذی میں کتاب الرقاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے میرے کندھوں کو پکڑا اور فرمایا: ”دنیا میں اس طرح ہو جا گویا تُو ایک پردیسی یا مسافر ہے“۔ جب انسان مرنے لگتا ہے تو پھر یہی دل سے آواز اٹھتی ہے کہ کچھ بھی نہیں تھا۔ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا۔ مگر زندگی کے دن کاٹتے ہوئے اس وقت یہ خیال نہیں آتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: تم پردیسی یا مسافر کی طرح زندگی بسر کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”جب تُو شام کرے تو صبح کی انتظار نہ رکھ“۔ اسی لئے جب سونے کے بعد آنکھ کھلتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے دعا سکھائی ہوئی ہے کہ وہ خدا ہمارا کتنا مہربان ہے جس نے موت کے بعد ہمیں زندگی بخشی۔ ”اور جب صبح کرے تو شام کی انتظار نہ کر کیونکہ کسی وقت بھی موت آسکتی ہے۔ اور اپنی صحت کے ایام کے دوران مرض کے ایام کے لئے کچھ بچا کر رکھ لے“۔ یہ کچھ بچا کر رکھنا توکل کے خلاف نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت ہے جس پر عمل کر کے ہم نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ یعنی بُرے وقتوں کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ اچھے وقتوں میں بچا کر رکھنا چاہئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بھی یہی سنت تھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو سکھائی گئی تھی۔ تو جب بُرے وقت آئیں تو ان کے لئے اچھے وقت کا کچھ بچایا ہوا رکھنا چاہئے تاکہ برے وقتوں میں کام آجائے۔

فرمایا، اپنی صحت کے ایام کے دوران مرض کے ایام کے لئے کچھ بچا کر رکھ لے۔ صحت میں تو انسان مزدوری بھی کرے تو کچھ نہ کچھ کما لیتا ہے لیکن جب مریض ہو جائے تو اس کا کوئی حال نہیں رہتا۔ اور پھر ”اپنی زندگی کے دوران موت کے لئے کچھ بچا کر رکھ لے“۔ موت کے لئے جو بچانا ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ اپنے کفن کے لئے پیسے بچاؤ۔ مراد یہ ہے کہ صدقہ و خیرات دو تو پھر تمہارے ساتھ اگلی دنیا میں کام آئے۔ (الترمذی۔ کتاب الرقاق)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ سے کچھ امداد کے لئے عرض کیا“۔ اب یہ بڑی دلچسپ روایت ہے۔ حضرت حکیم بن حزامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے میرے سوال کے مطابق کچھ دیں۔ ایک بار پھر ایسی ہی مَیں نے درخواست کی۔ پہلی دفعہ بھی پوری کر دی رسول اللہ ﷺ نے، دوسری دفعہ بھی پوری فرما دی۔ آپؐ نے پھر مجھے عطا فرمایا۔ پھر مَیں درخواست گزار ہوا، اُسے بھی آپؐ نے منظور فرما لیا لیکن ساتھ ہی ارشاد فرمایا: اے حکیم! یقیناً مال بہت سرسبز اور میٹھا ہے لیکن برکت بے نیازی میں ہی ہے“۔ حقیقت یہ ہے کہ بے نیازی سے بڑھ کر کوئی برکت نہیں ہوتی۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی یہ روایت میں کئی دفعہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں مگر ہے بہت پیاری۔ کئی دفعہ پھر بھی بیان کیا جائے تو نئی نسلوں کی ہدایت کا موجب بن سکتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ایک جگہ سے میں گزرا کرتا تھا جہاں ایک لنگوٹیا فقیر جس کے تن پر کچھ بھی نہیں تھا بیٹھا ہوا مانگا کرتا تھا تو ایک دفعہ میں جب گزرا تو وہ بہت خوشی سے چھلانگیں مار رہا تھا۔ میں نے اس سے کھڑے ہو کر پوچھا کہ تجھے کیا مل گیا ہے؟، کونسی تمہاری مراد پوری ہو گئی جو تم اتنی چھلانگیں لگا رہے ہو۔ تو اس نے گھور کے مجھے دیکھا اور کہا جاؤ اپنا رستہ لو، جس کی مراد ہی کوئی نہ رہے اس کی پوری ہی پوری ہے۔ مَیں اس فقر میں اس قناعت کے راز کو پا گیا ہوں۔ اب میری کوئی مراد باقی نہیں رہی۔ پس جس کے دل کی مرادیں ختم ہو جائیں وہ سب کچھ پا گیا۔ غالب بھی کہتا ہے۔

تجھ کو ہو جب یقین اجابت دعا نہ مانگ یعنی بغیر یک دلِ بے مدعا نہ مانگ

کہ اگر تمہیں کبھی یقین ہو کہ تمہاری دعا ضرور قبول ہو گی تو سب سے بہتر دعا یہی ہے کہ اے خدا ہمارے دل کو قناعت عطا فرما دے، ہمیں کوئی خواہش نہ رہے مانگنے کی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: ”مال بہت سرسبز اور میٹھا ہے لیکن برکت بے نیازی میں ہی ہے۔ جو شخص اس دنیا کے حاصل کرنے میں حرص ولالچ کا مظاہرہ کرتا ہے وہ بے برکتی کا منہ دیکھتا ہے اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا جاتا ہے لیکن اس کی بھوک ختم نہیں ہوتی“۔ پھر فرمایا: ”اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے افضل ہے“۔

حکیم بن حزامؓ کہتے ہیں: مَیں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! اس ذات کی قسم جس نے سچائی کے ساتھ آپؐ کو بھیجا ہے، مَیں آپؐ کے سوا کسی سے کچھ نہیں لوں گا یہاں تک کہ دنیا سے کوچ کر جاؤں۔ چنانچہ بعد میں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکیم بن حزامؓ کو بلاتے تاکہ انہیں کچھ عطیہ دیں لیکن وہ قبول نہ کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بھی ان کو دینا چاہا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ مختلف اسلامی جنگوں اور سرحدوں سے جو مال غنیمت ہاتھ آیا کرتا تھا وہ صحابہ کو بانٹا کرتے تھے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے مسلمانو! مَیں تم کو حکیم بن حزامؓ کے متعلق گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے ان کے سامنے مال میں سے ان کا حق پیش کیا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حضرت حکیم بن حزامؓ بہت دیر تک رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہے اور مرتے دم تک کسی سے کچھ نہ لیا۔ صرف اپنے آقا و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے خیرات وصول کی اور کسی سے کچھ نہیں لیا۔ (بخاری۔ کتاب الوصیۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”سب سے زیادہ سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا ہے وہ لبید کا یہ مصرعہ ہے: اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ۔ کہ خبردار اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ہیچ اور جھوٹ ہے۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب)

اسی طرح عہدہ کے لئے بھی حرص نہیں کرنی چاہئے۔ یعنی دنیا کی مال و دولت کی تو حرص کرتے ہیں عہدہ کے لئے بھی لوگ حرص کرتے ہیں، صحیح بخاری کتاب الاحکام میں یہ روایت ہے عن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہ مَیں اور میری قوم کے دو اَفراد رسول اللہ ﷺ کے حضور آئے تو اُن میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! ہمیں حاکم بنا دیجئے۔ ایسی ہی بات دوسرے شخص نے بھی کہی تو حضورؐ نے فرمایا کہ ہم کسی ایسے شخص کو امارت پر فائز نہیں کرتے جو یہ خود مانگے اور نہ (اُسے دیتے ہیں) جو اس کی حرص رکھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الاحکام)

اب یاد رکھو کہ جماعت میں بھی یہی دستور چل رہا ہے کوئی شخص خود اپنے آپ کو ووٹ نہیں دے سکتا، نام تجویز کرنا تو درکنار ووٹ بھی نہیں دے سکتا۔ اور اگر ثابت ہو جائے کہ کسی الیکشن میں کسی نے اپنے آپ کو ووٹ دیا تھا یا کسی کو کہا تھا کہ وہ اسے ووٹ دے تو اس صورت میں اگر وہ کامیاب بھی ہو جائے تو اس کا نام رڈ کر دیا جاتا ہے۔ پس یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت مؤکدہ کے مطابق ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دنیا کی حرص و ہوا نے تمہیں آخرت کی تلاش سے روک رکھا یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پڑے۔ دنیا سے دل مت لگاؤ۔ تم عنقریب جان لوگے کہ دنیا سے دل لگانا اچھا نہیں۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ عنقریب تم جان لوگے کہ دنیا سے دل لگانا اچھا نہیں۔(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۸۸)
﴿كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ﴾ یہ اسی آیت کا ترجمہ ہے۔

پھر "کشتیٔ نوح" میں فرمایا: "اے امیرو! اور بادشاہو! اور دولتمندو! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بھی بہت کم ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کی املاک سے دل لگاتے ہیں اور پھر اس میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے"۔(کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۷۰)

ایک عبارت ملفوظات جلد سوم سے لی گئی ہے۔ "پھر ایک بداخلاقی بخل کی ہے" یعنی اخلاقِ فاضلہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مختلف نصائح فرمائیں ان میں بخل سے باز رہنے کو بھی ایک اخلاق کی اعلیٰ قسم بیان فرمایا۔ "باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اس کو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا"۔ بداخلاقی بخل کی ہے تو بخل کی بداخلاقی سے مراد یہ ہے کہ اپنے ہمسایوں، اپنے گردو پیش پر ذرا بھی رحم کی نگاہ نہیں ڈالتا۔ "ہمسایہ خواہ ننگا ہو، بھوکا ہو مگر اس کو اس پر رحم ہی نہیں آتا، مسلمانوں کے حقوق کی پرواہ نہیں کرتا۔ تو بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام دوسروں کی ہمدردی اور آرام کے لئے نہیں رکھتا حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قویٰ اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا تھا مگر وہ اس بات کی فکر ہی نہیں کرتا"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۰۹۔۶۱۰۔جدید ایڈیشن)

پھر دنیا کے اموال پر گرنے والوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح تنبیہ فرمائی: "وہ جو دنیا پر کتّوں یا چیونٹیوں یا گِدّوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے"۔(کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

پھر فرمایا: "جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"۔(کشتیٔ نوح۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۸)۔

پس اپنے اموال کو اپنے اوپر بھی بے شک خرچ کریں مگر آخرت کا خیال ضرور رکھیں ورنہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سے نہیں رہیں گے۔

ملفوظات کی یہ عبارت ہے:

"متقی سچّی خوشحالی ایک جھونپڑی میں پا سکتا ہے، جو دنیادار اور حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشّان قصر میں بھی نہیں مل سکتی"۔ یہ وہم ہے کہ دولت سے دل کا چین خریدا جا سکتا ہے۔ بڑے بڑے امیر لوگ بھی اگر اپنے دل کا حال بتائیں تو انسان کو پتہ چلے کہ کس طرح ان کے اندر ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ ایک دفعہ ایک سہگل صاحب جو اس زمانہ میں تو بہت کم امیر ہوتے تھے آج کل تو بے شمار امیر ہو گئے ہیں۔ سہگل پاکستان کے امیر ترین لوگوں میں سے تھا۔ اس سے لوگ بہت ہی حسد بھی کرتے تھے اور رشک بھی کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں کسی نے اس سے کہا کہ آپ کے تو عیش ہیں، آپ کو تو جو کچھ دنیا میں میسر آ سکتا تھا ہو گیا ہے، کسی چیز کی کمی نہیں تو ایک دم کھڑے ہو کر اس نے اپنا قمیص کھولا اور کہا کہ اگر تم میرے دل میں جھانک کر دیکھو تو تمہیں پتہ لگے کہ یہاں جہنم ہے، آگ لگی ہوئی ہے میرے دل میں، کوئی دولت مجھے فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ارشاد تھا کہ میرے دل کو دیکھو تو اس میں صرف تقویٰ دکھائی دے گا۔ پس جو تقویٰ سے خالی دل ہوتے ہیں ان کے اندر جہنم ہی برستی ہے۔ پس دنیا کی دولتوں میں صرف اسی دولت پر رشک کرو جو بنی نوع انسان کی خاطر خرچ کرنے والے کی دولت ہے، اسی علم پر رشک کرو جو بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے خرچ ہوتا ہے، باقی ساری باتیں بے معنی اور بے حقیقت ہیں۔

"جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے، اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آ جاتی ہیں"۔ اب دنیادار بتاتا تو نہیں پھرتا کہ کیا بلائیں ہیں لیکن اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ جو دنیا کمانے میں ہی منہمک ہوتے ہیں ان کو ہزار قسم کی بلائیں گھیر لیتی ہیں۔ "پس یاد رکھو کہ حقیقی راحت اور لذّت دنیادار کے حصّہ میں نہیں آئی۔ یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت، عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں، بلکہ اُس کا مدار ہی تقویٰ پر ہے"۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۸۰- جدید ایڈیشن)